

خواتین میں گھر کا سربراہ بننے کا رجحان: سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ایک مطالعہ

The Trand Of Being In Charge Of Family In Women: A Study In The Light Of Seerah

*Abdul Raheem Tabani

**Dr. Amber Ghani

ABSTRACT

Allah, our creator, has assigned different roles and responsibilities to men and women. Men have been nominated as In charge of family in Islam to smoothly run a family. To run a family smoothly, men have been nominated as In Charge of the Family in Islam However, many Sahabiya worked and had the responsibilities of being in charge of their family due to their family's needs. In this situation, the Holy Prophet (s.a.w.w) never condemned or neglected them, demonstrating that women can be in charge of their families. This article illustrates the concept and responsibilities of being in charge of a family. In light of Seerat un Nabi, including the role of women as family heads (s.a.w.w). To achieve the desired results, qualitative research is conducted. After analyzing and reading the literature, it is discovered that Islam is flexible in terms of being in charge of the family, but men are ultimately responsible for this purpose. It is difficult for women to lead their families in today's world. Which have been highlighted, as well as some suggestions for bringing up issues, are being discussed.

KEYWORDS: In charge, family, contemporary world, Seerat un Nabi (s.a.w.w)

۱. تمہید:

انسانی معاشرے میں تبدیلی کا عمل مسلسل جاری رہتا ہے، شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا ہے:

ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

اس معاشرتی تبدیلی کا ایک مظہر گزشتہ کچھ عرصے سے خواتین میں ذرائع معاش اختیار کرنے کا بڑھتا ہوا رجحان ہے، کچھ عرصہ قبل تک جن گھرانوں میں خواتین کا کوئی ذریعہ معاش اختیار کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا اور معاش کی تمام ذمہ داری مرد کے کاندھوں پر ہوتی تھی آج ان گھرانوں میں بھی خواتین مختلف ذرائع معاش اختیار کر رہی ہیں، مثلاً: سلائی کڑھائی کے کام، آن لائن سروسز کی فراہمی یا تیار مصنوعات کی آن لائن فروخت کرنا، بلکہ اب خواتین کی ملازمت کو بھی ایک معاشرتی ضرورت سمجھا جانے لگا ہے۔

* MS Scholar, Bahria University Karachi Campus, Karachi.

** Assistant Professor, Bahria University Karachi Campus, Karachi.

اس معاشرتی تبدیلی میں دو نکات کا اہم حصہ ہے، اول یہ کہ ضروریات زندگی کے حوالے سے ہمارا انداز فکر کافی حد تک بدل گیا ہے، پہلے جو چیز تعیشت میں شامل تھی وہ آج ضروریات میں داخل ہے اور ثانیاً رابطے کے ذرائع میں انقلابی تبدیلیاں، بالخصوص سوشل میڈیا کے متعدد پلیٹ فارمز کا وجود میں آنا اور تیز رفتار ذرائع نقل و حمل کا میسر ہونا ہے، ان دو عوامل کے سبب اس طرح کی کاروباری اور معاشی سرگرمیوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے، جس کے نتیجے میں خواتین کا حصہ کارپوریٹ سیکٹر میں بھی بڑھا ہے اور گھریلو سطح پر کاروبار کو بھی فروغ ملا ہے بہت سی خواتین نے گھریلو کھربھ کر زق حلال کماتا شروع کیا ہے۔

خواتین کے معاشی طور پر متحرک اور خود کفیل ہونے کے ساتھ ایک دوسری تبدیلی یہ آئی لگی ہے کہ نہ صرف خواتین میں خود مختار ہونے کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے بلکہ مختلف پلیٹ فارمز پر یہ سوال بھی اٹھایا جانے لگا ہے کہ خواتین معاشی سرگرمیوں میں خاندان کا سہارا بن سکتی ہیں تو گھر کی سربراہ کیوں نہیں ہو سکتیں؟ اگرچہ بالعموم ان سوالات کے پس پردہ کوئی مثبت سوچ نہیں ہوتی، بلکہ معاشرے کے طے شدہ اصولوں کو چیلنج کرنا اور ایک بے ہنگم آزادی کی سوچ پروان چڑھانا مقصود ہوتا ہے، لیکن ہمارے خیال میں اس سوال کا مثبت پہلو بھی موجود ہے اور ہم اس مقالے میں اسی مثبت پہلو سے اور ایک معاشرتی ضرورت کے تحت اس سوال کا جواب تلاش کرنا چاہتے ہیں کہ آیا خاتون خانہ گھر کی سربراہ کا کردار ادا کر سکتی ہے یا نہیں، نیز یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ورکنگ وومین کو بطور خاتون خانہ کیا مسائل درپیش ہیں۔

۱۔ اقوام کا معنی اور مفہوم:

قوام عربی لفظ ہے اور قوامۃ سے لیا گیا ہے، جس کے معنی کسی کی حفاظت کرنا اور اس کے مصالح کی رعایت رکھنا ہے۔ قوام کی ذمہ داری بھی یہی ہے کہ وہ اپنے زیر انتظام افراد کی حفاظت کرے، ان کے مصالح کی رعایت رکھے، ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرے۔^۱

۲۔ اقوام کی ذمہ داریاں اور فرائض:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”ألا کلکم راع وکلکم مسؤول عن رعیتہ“۔^۲

یعنی ہر انسان کی کچھ نہ کچھ ذمہ داری ہے، اور ہر کسی سے اس کی ذمہ داری کی بابت سوال ہو گا۔

چنانچہ گھر کے سربراہ کے بھی مختلف فرائض ہیں، ان میں سے چند اہم فرائض یہ ہیں:

(۱) اہل خانہ کی معاشی کفالت کرنا (۲) ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا

(۳) معاشرتی معاملات دیکھنا اور مسائل حل کرنا (۴) اہل خانہ کی حفاظت کرنا

۲۔ مرد بطور سربراہ بیت سیرت طیبہ کی روشنی میں:

اللہ جل شانہ نے مرد و عورت میں سے ہر ایک کو کچھ مخصوص ذمہ داریاں عطا فرمائی ہیں، ارشاد ہے: اور جیسے ان عورتوں کو کچھ

حقوق حاصل ہیں ایسے ہی ان پر کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں۔^۳

اس سے پتا چلتا ہے کہ مرد اور خواتین دونوں کے ایک دوسرے پر کچھ حقوق ہیں اور دونوں پر ایک دوسرے کے حوالے سے کچھ ذمہ داریاں اور فرائض بھی ہیں۔

ان میں سے مرد کی ایک ذمہ داری قوام ہونا بھی ہے، ارشاد ہے: مرد عورتوں کے نگران ہیں۔^۴ مرد کو قوام اور سربراہ کی ذمہ داری تفویض کرنے میں مرد کی فطری، جسمانی اور ذہنی بُنت اور ساخت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔^۵ مرد کا قوام اور سربراہ ہونا بھی ایک ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کے بہت سے تقاضے ہیں۔ ذیل میں ہم بحیثیت قوام اور سربراہ بیت مرد کے چند فرائض ذکر کرتے ہیں۔

۲.۱ اہل خانہ کی معاشی کفالت کرنا:

سربراہ بیت کی اولین ذمہ داری اپنے زیر کفالت افراد خانہ کی معاشی کفالت کرنا ہے، معاشی کفالت میں بالترتیب نان نفقہ، رہائش، لباس اور دیگر ضروریات زندگی شامل ہیں۔ چونکہ معاشی کفالت کے لیے ذریعہ معاش اختیار کرنا لازمی ہے، جس کے لیے آمدن کا کوئی ذریعہ اختیار کرنا ہوگا، چنانچہ ارشاد ہے: پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کا فضل (یعنی رزق) تلاش کرو۔^۶ اس آیت میں ذریعہ معاش اختیار کرنے کی تعلیم ہے۔

مزید ارشاد ہے: ہر وسعت رکھنے والا اپنی وسعت کے مطابق نفقہ دے۔^۷ اس آیت میں شوہر کو بیگم کے لیے نان نفقہ کا انتظام کرنے کا حکم ہے، جس سے زیر کفالت دیگر افراد خانہ کا حکم بھی واضح ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: شوہر کی ذمہ داری ہے کہ جب خود کچھ کھائے تو بیوی کو بھی کھلائے، جب خود پینے تو بیوی کو بھی پہنائے۔^۸ مطلب یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے کھانے پینے کا اہتمام کرتا ہے اور اس میں کوتاہی نہیں کرتا اسی طرح اپنے اہل و عیال کے نان نفقہ کا انتظام اور اہتمام بھی ضروری ہے۔

اہل و عیال کے لیے نان نفقہ کا انتظام کرنے کے حکم کے ساتھ ساتھ اپنی اس ذمہ داری میں کوتاہی کرنے والوں کو سخت وعید بھی سنائی گئی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کسی انسان کے گنہ گار ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے زیر کفالت افراد کو ضائع کر دے یعنی ان کے نان نفقہ کا خیال نہ رکھے۔^۹

مذکورہ آیات اور احادیث کے علاوہ بھی اس حوالے سے متعدد آیات اور احادیث وارد ہوئی جن میں افراد خانہ کی معاشی کفالت کے احکام دیے گئے ہیں، ان تمام احادیث اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سربراہ بیت کی اہم ترین ذمہ داری اہل خانہ کی معاشی کفالت کرنا ہے۔

۲.۲ اولاد اور دیگر اہل خانہ کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا:

سربراہ بیت کی دوسری اہم ترین ذمہ داری بیوی بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا ہے، اس تعلیم و تربیت میں پہلے دینی تعلیم دینا ضروری ہے تاکہ آخرت سنور جائے، اس سلسلے میں فرائض اور واجبات پہلے مرحلے میں سکھانے ہوں گے اور اس کے ساتھ اسلامی اقدار سکھانا ضروری ہے۔ جبکہ دنیا میں رہنے کے لیے ضروری تعلیم یعنی آداب معاشرت، اچھے اخلاق، معاشرتی رہن سہن کے آداب، عزیز رشتہ داروں کے حقوق اور کوئی ہنر سکھانا بھی ضروری ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو

اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔^{۱۰} اور ظاہر ہے کہ دینی تعلیم اور فرائض سے واقفیت اور ان پر عمل کے بغیر دوزخ کی آگ سے بچنا ممکن نہیں، اس لیے دینی تعلیم پہلے دینا ضروری ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: والد کی طرف سے اولاد کے لیے بہترین تحفہ اسے آداب سکھانا ہے۔^{۱۱} نیز آپ نے فرمایا: کسی شخص کا اپنی اولاد کو اچھی تعلیم دلانا دوسروں پر صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔^{۱۲} ایک اور حدیث کا مفہوم ہے کہ اولاد کو اچھے آداب سکھانا اولاد کا حق ہے۔^{۱۳}

یہ تمام روایات یہ بتا رہی ہیں کہ اہل و عیال کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا گھر کے سربراہ کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ہے اور اس تعلیم و تربیت میں اخلاق و آداب کے ساتھ ساتھ ذرائع معاش سکھانا بھی ضروری ہے۔

۲۴ اہل خانہ کے معاشرتی معاملات کی دیکھ بھال کرنا:

گھر کے سربراہ پر کچھ معاشرتی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں، یہ ذمہ داریاں مختلف نوعیت کی ہیں، مثلاً: بچوں کی ولادت کے موقع پر ان کا اچھا نام رکھنا سربراہ کی ذمہ داری ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کا اچھا نام رکھنا بھی باپ کی ذمہ داری بتایا ہے۔^{۱۴} اسی طرح جب بچے شادی کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے لیے مناسب رشتہ دیکھنا، رشتہ آنے پر شادی طے کرنا اور شادی سے متعلق دیگر معاملات سرانجام دینا بھی گھر کے سربراہ کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب کوئی ایسا رشتہ آئے جس کے دین اور اخلاق پر تمہیں اطمینان ہو تو رشتہ کر دیا کرو۔^{۱۵}

۲۵ ملکی انتظام، سیاسی اور قومی معاملات میں شرکت:

کسی ملک کے شہری اپنے ملک کے قومی، سیاسی اور انتظامی معاملات سے لا تعلق نہیں رہ سکتے، خواہی نہ خواہی انہیں ان معاملات میں شریک ہونا پڑتا ہے، ان میں بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں جن کا اثر ہر گھر پر پڑتا ہے اور اس حوالے سے غفلت برتنا گویا سربراہ بیت کی ذمہ داری میں کوتاہی کے مترادف ہوتی ہے، ان معاملات میں اہم ترین معاملہ حکمران کا انتخاب ہوتا ہے، کیونکہ اچھا حکمران ہو گا تو ملک کے سبھی باشندوں کے حقوق انہیں ملتے رہیں گے اور اگر برے حکمران ہوں گے تو ان کے حقوق ضائع ہوں گے، چنانچہ انتخابات کے مواقع پر سربراہ بیت کی ذمہ داری ہے کہ وہ سوچ سمجھ کے اچھے لوگوں کا انتخاب کرے۔ اسی طرح اگر کبھی دشمن ملک سے قتال کی نوبت آئے تو اس موقع پر بھی سربراہ بیت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس حوالے سے اقدامات کرے، چنانچہ سیرت طیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی ایسی صورت حال پیش آتی تھی تو صحابہ کرام بڑھ چڑھ کے حصہ لیتے تھے۔

۲۶ عدالتی معاملات:

انسانی زندگی میں تنازعات اور باہمی اختلافات ہوتے رہتے ہیں، ان تنازعات کے فیصلوں کے لیے مختلف سطح پر کوششیں کی جاتی ہیں، کبھی گھریلو سطح پر مل بیٹھ کے معاملہ حل ہو جاتا ہے اور کبھی عدالتی کارروائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے، چونکہ یہ معاملہ بھی خاندان کی فلاح و بہبود اور ضروریات سے متعلق ہے اس لیے گھر کے سربراہ کو عدالتی معاملات بھی دیکھنے پڑتے ہیں۔ سیرت طیبہ میں متعدد واقعات ملتے ہیں جن میں آپ علیہ السلام نے مختلف تنازعات کا فیصلہ فرمایا۔

مندرجہ بالا بحث سے علم ہوتا ہے کہ سربراہ بیت کی چیدہ چیدہ ذمہ داریوں میں اہل بیت کی معاشی کفالت، معاشرتی ذمہ داریاں، تعلیم و تربیت کرنا شامل ہے۔

۳. خاتون خانہ بحیثیت قوام سیرت طیبہ کی روشنی میں:

جیسا کہ ہم نے ابتدا میں دیکھا ہے کہ اسلامی طرز معاشرت میں سربراہ بیت ہونا مرد کی ذمہ داری ہے، سیرت طیبہ کے عمومی مطالعے سے بھی یہی پتا چلتا ہے کہ دور نبوی میں بالعموم سربراہ بیت مرد ہوا کرتے تھے، جس کی مثالیں کتب حدیث اور سیرت میں بکثرت ملتی ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ اگر مرد سربراہ بیت نہ ہو یعنی فوت ہو گیا ہو یا دور دراز سفر پر ہو، یا گھر میں موجود ہو لیکن اس میں معاملات چلانے کی اہلیت نہ تو کیا ان صورتوں میں جسے ضرورت کہا جاتا ہے خواتین یہ ذمہ داری سنبھال سکتی ہیں؟ درج ذیل سطور میں ہم سیرت طیبہ کی روشنی میں اس سوال کا جواب معلوم کرنے کی کوشش کریں گے۔

۱۱ خواتین کا ذریعہ معاش اختیار کرنا اور افراد خانہ کی معاشی کفالت کرنا:

خاندان کی معاشی کفالت مرد کے ذمہ ہے، اس لیے لامحالہ ذرائع معاش اختیار کرنا بھی مرد کی ذمہ داری ہے، جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں (۲۱ پر) ہم نے دیکھا، اس لحاظ سے خواتین کو ذریعہ معاش اختیار کرنے کی ممانعت ہونی چاہیے تھی، کیونکہ اس طرح مردوں کی مشابہت لازم آتی ہے اور حدیث میں مردوں کو عورتوں اور عورتوں کو مردوں جیسے کام کرنے سے ممانعت کی گئی ہے، البتہ اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام نے خواتین پر معاشی سرگرمیاں اختیار کرنے کے حوالے سے کوئی پابندی نہیں لگائی، بلکہ سیرت طیبہ میں ہمیں بہت سی مثالیں ملتی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ دور نبوی میں خواتین ذرائع معاش اختیار کیا کرتی تھیں اور انہیں اپنے کمائے ہوئے مال میں آزادانہ تصرف کا حق حاصل تھا۔ ارشاد خداوندی ہے: مرد جو کچھ کمائیں گے ان کو اس میں سے حصہ ملے گا اور عورتیں جو کچھ کمائیں گی ان کو اس میں سے حصہ ملے گا۔^{۱۱}

سیرت طیبہ سے خواتین کے ذرائع معاش اختیار کرنے کی مثالیں:

سیرت طیبہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ دور نبوی میں بہت سی خواتین مختلف طرح کے ذرائع معاش اختیار کیے ہوئے تھیں، مندرجہ ذیل سطور میں ہم بطور مثال چند خواتین کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت اسماء بنت مخزومہ مہاجر صحابیہ ہیں، ان کے صاحبزادے یمن ہوتے تھے اور وہاں کی بہترین عطر اپنی والدہ کے لیے بھیجا کرتے تھے جسے آپ فروخت کرتی تھیں، روایات میں آتا ہے کہ آپ عطر کا کاروبار کیا کرتی تھیں اور متعدد صحابیات آپ سے عمدہ عطر خریدنے آیا کرتی تھیں۔^{۱۲} حضرت اسماء کے کاروبار کو ہم دکان سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود بڑے مشہور صحابی ہیں، ان کی اہلیہ حضرت راتلہ دست کاری کیا کرتی تھیں اور اپنی بنائی ہوئی اشیاء فروخت کرتی تھیں۔^{۱۸} ام المؤمنین حضرت خدیجہ قریش کی سب سے بڑی کاروباری شخصیت تھیں، آپ کا امپورٹ ایکسپورٹ کا کام تھا، جب قریش کا مال جاتا آتا تو قافلے میں تھا حضرت خدیجہ کا مال قریش کے مجموعی مال کے برابر ہوتا تھا۔^{۱۹} حضرت خدیجہ کے تجارتی معاملات کو اگر ہم آج کے تناظر میں دیکھیں تو ان کے کاروبار کو کمپنی سے تعبیر کیا

جاسکتا ہے۔ مدینہ منورہ میں ایک انصاری خاتون تھیں، ان کا ایک غلام کار پیٹھ تھا، لکڑی کا کام کیا کرتا اور آمدن اپنی مالکن کو دیتا تھا، ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے ان خاتون سے فرمایا کہ ہمارے لیے لکڑی کی کوئی چیز بنوادو جس پر وعظ وغیرہ کہہ سکیں، چنانچہ ان خاتون نے منبر بنوا کر آپ علیہ السلام کے لیے بھجوا دیا۔^{۲۰} یعنی دور نبوی میں خواتین ہنرمند افراد کو ملازم رکھ کے آرڈر یا ٹھیکے پر کام لیا کرتی تھیں۔ اسی طرح رفیدہ نامی ایک صحابیہ علاج میں بڑی ماہر تھیں، غزوہ خندق میں علاج کے لیے باقاعدہ ان کا خیمہ نصب کیا گیا تھا، جب حضرت سعد بن معاذ زخمی ہوئے تو انہیں بغرض علاج حضرت رفیدہ کے پاس ہی لے جایا گیا۔^{۲۱} یعنی دور نبوی میں خواتین میڈیکل کے شعبے میں بھی کام کیا کرتی تھیں اور بوقت ضرورت مردوں کا علاج بھی کرتی تھیں۔

مندرجہ بالا روایات سے واضح ہوتا ہے کہ دور نبوی میں بہت سی خواتین مختلف ذرائع معاش اختیار کیے ہوئے تھیں، بعض خواتین دکان داری کیا کرتی تھیں، بعض گھریلو دستکاری اور پیٹنڈی کرافٹس کا کام کیا کرتی تھیں، حضرت خدیجہ تو انٹرنیشنل لیول کی کمپنی چلا رہی تھیں، اس سے پتا چلتا ہے کہ آج بھی خواتین یہ سب ذرائع معاش اختیار کر سکتی ہیں۔

۳۲ خواتین کا افراد خانہ کی معاشی کفالت کرنا:

مذکورہ بالا تمام واقعات میں یہ صحابیات اپنی آمدن گھریلو اخراجات میں صرف کیا کرتی تھیں اور معاشی معاملات میں گھر کے مردوں کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔ اس لیے خواتین ذرائع معاش اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ خاندان کی کفالت بھی کر سکتی ہیں۔

۳۳ خواتین کا بطور معلمہ کردار ادا کرنا:

اگرچہ دور نبوی تک عرب میں لکھنے پڑھنے کا خاص رواج نہیں تھا، مردوں میں بھی گنے چنے افراد ہی لکھنا پڑھنا جانتے تھے، چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ آپ علیہ السلام کی بعثت کے وقت پورے قریش میں صرف ۱۱ افراد ایسے تھے جو لکھنا جانتے تھے۔^{۲۲} لیکن اسلام نے خواتین کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے خصوصی توجہ دی، چنانچہ دور نبوی میں متعدد خواتین لکھنا پڑھنا جانتی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاء بنت عبد اللہ العدویہ سے ام المؤمنین حضرت حفصہ کو تعلیم دینے کا فرمایا تھا۔^{۲۳} اسی طرح حضرت عائشہ کے شاگردوں کی کثیر تعداد ہے، آپ باقاعدہ علم کا حلقہ قائم فرمایا کرتی تھیں۔

۳۴ خواتین کا اپنا گھر کے بچوں کے رشتے طے کرنا:

بالعموم خواتین کا نکاح وغیرہ کے معاملات طے کرنا درست نہیں سمجھا جاتا اور خواتین کا خود اپنا رشتہ خود طے کرنا تو نہایت معیوب خیال کیا جاتا ہے، بعض روایات میں بھی اس حوالے سے ناپسندیدگی کے کلمات آئے ہیں، البتہ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی بعثت سے پہلے سے عرب کے متعدد قبائل میں خواتین کو رشتے طے کرنے کی آزادی تھی۔^{۲۴} چنانچہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ نے حضور علیہ السلام کو نکاح کا پیغام خود بھجوا دیا تھا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ کو جب نکاح کا پیغام بھیجا تو براہ راست حضرت ام سلمہ کو ہی پیغام بھیجا تھا، بعض روایات سے پتا چلتا ہے کہ ان کے ولی موجود نہیں تھے۔^{۲۵} اسی طرح مختلف

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ اپنے خاندان کے بچوں کے رشتے طے کیا کرتی تھیں۔^{۲۱} بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ نے اپنی بھتیجی حفصہ بنت عبد الرحمن کا نکاح اپنے بھانجے منذر بن زبیر کے ساتھ کیا تھا اور اس وقت حضرت عبد الرحمن شام کے سفر پر تھے۔^{۲۲} ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دور نبوی میں ایسی خواتین موجود تھیں جنہیں اپنے رشتے خود طے کرنے کی اجازت تھی اور ظاہر ہے یہ تبھی ہو سکتا ہے جب وہ خواتین خود مختار ہوں، البتہ بالعموم یہ اختیار استعمال کرنے کی نوبت اسی وقت آتی تھی جب مرد سربراہ زندہ نہ ہوتے جیسے کہ حضرت خدیجہ اور حضرت ام سلمہ کے واقعات میں ہے یا وہ موقع پر موجود نہ ہوتے، جیسے کہ حضرت عائشہ کے واقعے سے معلوم ہوتا ہے، یعنی جس وقت مرد ولی موجود نہ ہو تو خواتین یہ معاملات سرانجام دے سکتی ہیں۔

۳۵ خواتین کا سیاسی معاملات میں شرکت کرنا:

قومی اور سیاسی معاملات بھی انسان کی معاشرتی زندگی کا ایک اہم حصہ ہیں، چنانچہ جس طرح مرد سیاسی حقوق رکھتے ہیں اسی طرح خواتین بھی سیاسی حقوق رکھتی ہیں اور جس طرح مرد سیاسی معاملات میں شریک ہو سکتے ہیں خواتین بھی سیاسی عمل میں شریک ہو سکتی ہیں۔ جہاد جس طرح ایک شرعی حکم ہے اسی طرح ایک سیاسی عمل بھی ہے اور جہاد کا حکم اصلاً مردوں کے لیے ہے، لیکن دور نبوی میں خواتین بھی جہاد کے بعض اعمال میں شریک رہتی تھیں۔ حضرت ام عطیہ ایک صحابیہ ہیں وہ فرماتی ہیں: میں نے سات معرکوں میں حضور کے ساتھ شرکت کی ہے، میں لشکر کے لیے کھانا تیار کیا کرتی تھی اور خیموں کی دیکھ بھال کیا کرتی تھی۔^{۲۸} اسی طرح غزوہ خندق میں جب ایک یہودی اس قلعہ نما مکان کی جاسوسی کرنے آیا جہاں حضور نے خواتین اور بچوں کو ٹھہرایا تھا تو حضرت صفیہ نے اسے قتل کیا۔^{۲۹} جنگ کے موقع پر بسا اوقات معاہدات وغیرہ ہوتے ہیں، کسی دشمن فوجی کو امان دینی پڑتی ہے، یہ بہت نازک کام ہے، کیونکہ ممکن ہے کسی ایسے شخص کو امان دے دی جائے جو مسلمانوں کے لیے نقصان دہ ہو، اس کے باوجود خواتین حربی کافروں کو امان دے سکتی ہیں اور ان کی امان بھی اسی طرح قابل اعتبار ہوگی جیسے لشکر کے کسی کمانڈر کی۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد بہن حضرت ام ہانی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے اپنے دو سرسالی رشتے داروں کو پناہ دی ہے، آپ نے فرمایا: جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی امان دی۔^{۳۰}

مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دور نبوی میں خواتین سیاسی معاملات اور سماجی خدمات میں برابر شریک رہا کرتی تھیں اور ان پر اس حوالے سے کوئی بندش نہیں تھی، چنانچہ آج کل بعض علاقوں میں خواتین کو سیاسی عمل سے دور رکھنے کی کوشش کرنا اور اسے اسلامی حکم کے طور پر پیش کرنا کسی طور درست نہیں، یہ ان علاقوں کی سماجی روایات تو ہو سکتی ہیں لیکن اسے اسلامی حکم نہیں کہا جاسکتا۔

۳۶ خواتین کا عدالتی معاملات میں شریک ہونا:

انسانی زندگی میں تنازعات اور باہمی اختلافات ہوتے رہتے ہیں، جن کے فیصلے کے لیے عدالت جانا پڑتا ہے۔ گھر کے سربراہ کی ایک ذمہ داری اہل خانہ کے حقوق کا تحفظ کرنا بھی ہے، یہ بھی اصلاً مرد کی ذمہ داری ہے، لیکن سیرت طیبہ کے مختلف واقعات سے پتا چلتا ہے کہ

بوقت ضرورت خواتین بھی یہ ذمہ داری سرانجام دیا کرتی تھیں، چنانچہ جب مرد سربراہ نہ ہو، یا مرد ہی مدعی علیہ ہو تو خواتین کا عدالت میں پیش ہونا، مقدمہ دائر کرنا نہ صرف ضروری ہو جاتا ہے۔

چنانچہ ایک غزوے میں ایک صحابی شہید ہوئے، ان کے پس ماندگان میں اولاد، بیگم اور خاندان کے دیگر افراد تھے، ان صحابی کے بھائی نے ان کے ترکے کو اپنے قبضے میں لے لیا اور شہید بھائی کی اولاد کو ان کا حق نہ دیا، شائد کوئی غلط فہمی ہو گئی ہوگی، اس پر شہید صحابی کی اہلیہ نے حضور کی عدالت میں اپنے شہید شوہر کے بھائی کے خلاف مقدمہ دائر کیا، آپ علیہ السلام نے ان کے حق میں فیصلہ دیا۔^{۳۱} اس واقعے سے دو باتیں پتا چلتی ہیں: ایک یہ کہ دور نبوی میں خواتین عدالتی کارروائی میں شریک ہو کر تھیں، دوسرا یہ کہ واضح ہوتا ہے کہ بعض اوقات جس مرد کی ذمہ داری گھر کے افراد کے حقوق کی حفاظت کرنا ہوتی ہے وہ خود ان کے حقوق دبا لیتا ہے، ایسے میں خواتین کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور اپنے اور بچوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے معاملات کی باگ ڈور خود سنبھال لیں۔

۳۷ سربراہ بیت کا اپنی ذمہ داری میں کوتاہی کی صورت میں خاتون خانہ کا کردار ادا کرنا:

اسلامی تعلیمات کے مطابق اصل چیز حقوق کی ادائیگی ہے، لہذا اگر ذمہ دار شخص اپنی ذمہ داری پوری نہ کر رہا ہو جس کی وجہ سے حقوق ضائع ہو رہے ہوں تو کسی اور کو یہ ذمہ داری نبھانی ہوگی، چنانچہ اگر مرد سربراہ بیت موجود ہو لیکن وہ اپنی ذمہ داری میں کسی بھی وجہ سے کوتاہی کر رہا ہو تو خاتون خانہ کو اس کی جگہ لینی پڑتی ہے، سیرت طیبہ میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں، جیسا کہ چند سطور قبل (۳۷۶) میں ہم نے دیکھا کہ مرد سربراہ کی موجودگی میں خاتون کو عدالتی معاملات دیکھنے پڑے۔ اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوسفیان کی اہلیہ حضرت ہند نے آپ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے شوہر ہاتھ کے ذرہ تنگ ہیں، گھریلو مصارف کے لیے مطلوبہ رقم سے کم دیتے ہیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس صورت میں شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے بقدر ضرورت رقم لی جاسکتی ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ مرد سربراہ جب اپنی ذمہ داری پوری کرنے میں کوتاہی کرے تو خواتین گھر کے معاملات دیکھ سکتے ہیں۔

حاصل بحث: مندرجہ بالا گفتگو سے معلوم ہوا کہ

قوام یعنی گھر کے سربراہ کی مختلف ذمہ داریاں ہیں، ان میں سے بعض ذمہ داریاں ایسی ہیں جو مرد حضرات کی موجودگی میں بھی خواتین بلا تردد نبھا سکتی ہیں، مثلاً معاشی ذمہ داری اور معاشی کفالت مرد کی ذمہ داری ہے لیکن خواتین مرد کی موجودگی میں بھی یہ ذمہ داری مکمل طور پر یا جزوی طور پر نبھا سکتی ہیں۔ اور بعض ذمہ داریاں ایسی ہیں جو مرد کی موجودگی میں خواتین کا سرانجام دینا مناسب نہیں، لیکن اگر مرد موجود نہ ہو یا وہ اپنی ذمہ میں کوتاہی کا مرتکب ہو رہا ہو تو خواتین اس کی موجودگی میں بھی وہ امور سرانجام دے سکتی ہیں، مثلاً بچوں کی شادی بیاہ کے معاملات ایسی ہی ذمہ داری ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی خاندان میں خاندان کے عمومی یا کسی فرد کے خصوصی مصالح فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو خاتون خانہ کو گھر کے سربراہ کی ذمہ داری سنبھالنی کی اجازت ہونی چاہیے۔

۴. عصر حاضر میں خواتین کو بطور قوامہ بیت درپیش مسائل:

خواتین کی اصل ذمہ داری گھریلو کام کاج ہیں جن میں بچوں کی پرورش اور گھر کی دیکھ بھال اور دیگر کام شامل ہیں اور خواتین کی تخلیق بھی اللہ جل شانہ نے اسی انداز میں فرمائی ہے، لیکن اس بات سے بھی انکار ممکن نہیں کہ خواتین^{۳۲} کی ایک معتد بہ تعداد کا گھریلو کاموں کے علاوہ بیرونی کام کرنا بھی ایک ضرورت ہے، یہ ضرورت معاشرے کی بھی ہو سکتی ہے اور خاندان کی اپنی ضرورت بھی ہو سکتی ہے۔

خاندانی ضرورت کے لیے خواتین کا بیرونی کام کرنا: خاندان کی ضرورت یہ ہے کہ گھر میں کوئی مرد کفیل نہ ہو، اس صورت میں خاتون خانہ کو ذرائع معاش کے لیے بیرونی کام سنبھالنے پڑتے ہیں، البتہ اس صورت میں بھی قابل ترجیح یہ ہونا چاہیے کہ اگر گھر میں رہتے ہوئے معاش کا انتظام ہو سکے تو یہ صورت قابل ترجیح ہوگی، مثلاً: گھریلو سطح پر دکان کا انتظام ہونا، جیسا کہ حضرت اسماء کے واقعے سے معلوم ہوتا ہے، اسی طرح آن لائن ذریعہ معاش اختیار کرنا کسی کمپنی میں باقاعدہ ملازمت اختیار کرنے کی نسبت بہتر انتخاب ہے۔

معاشرتی ضرورت کے لیے خواتین کا بیرونی کام کرنا: اسی طرح معاشرے کی مجموعی ضرورت بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ خواتین کی ایک مناسب تعداد ان شعبہ جات میں موجود ہو، مثلاً: لڑکیوں کے تعلیمی اداروں میں تدریس کے لیے خواتین اساتذہ کا ہونا ایک معاشرتی ضرورت ہے، سیرت طیبہ سے اس کی مثال حضرت شفاء کی صورت میں ملتی ہے، اسی طرح خواتین کے علاج معالجہ کے لیے خواتین ڈاکٹر ز کا ہونا بھی معاشرتی ضرورت ہے، سیرت طیبہ سے اس کی مثال میں ہم نے حضرت رفیدہ کا تذکرہ کیا جو طیبہ تھیں۔

جب خواتین کو بیرونی کام بھی سنبھالنے پڑیں تو ان پر دہری ذمہ داری آجاتی ہے اور نہ صرف بیرونی ذمہ داری پوری کرنی ہوتی ہے بلکہ اپنی گھریلو ذمہ داری بھی ادا کرنی پڑتی ہے، بعض گھرانوں میں ورکنگ وومین کو گھر کے کام کی طرف سے کچھ چھوٹ ہوتی ہے، لیکن بالعموم ایسا نہیں ہوتا اور ان خواتین کی زندگی مسلسل محنت اور جدوجہد کا نمونہ بن کر رہ جاتی ہے، انہیں ایک طرف گھر کی ذمہ داریاں ادا کرنی ہوتی ہیں تو دوسری طرف آفیشل ذمہ داریاں بھی دیکھنی ہوتی ہیں، گھر کے کام کاج میں کچھ کوتاہی ہو جائے تو گھریلو مسائل پیدا ہوتے ہیں اور آفیشل ذمہ داری میں کمی رہ جائے تو آفس کی طرف سے سوال جواب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

دہری ذمہ داریوں کو برابر توجہ دینا، کسی میں کوتاہی نہ ہونے دینا اور اس کے ساتھ اپنی صحت کا خیال رکھنا ایسی خواتین کے لیے ایک چیلنج ہوتا ہے اور کم خواتین ایسی ہوتی ہیں جو ان سب چیزوں کے سائیڈ ایفیکٹس سے بچ سکیں، نتیجہ مختلف اور متنوع ذمہ داریاں، کام کا دباؤ، زیادہ محنت، کم آرام اور خوراک پر توجہ نہ دے سکنے کی وجہ سے بہت سی خواتین مختلف مسائل کا شکار ہو جاتی ہیں، ان مسائل میں صحت اور دماغی مسائل خاص کر قابل ذکر ہیں۔

۵. گھریلو مسائل:

ورکنگ وومن کو اپنی بیرونی ذمہ داریوں کی وجہ سے گھر کے لیے مناسب وقت نہیں ملتا، اور وہ بچوں کو مکمل توجہ نہیں دے پاتیں، جس وجہ سے بچوں کو متاکی کمی محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح گھر کے دیگر افراد کے لیے بھی وقت کم پڑتا ہے جس کی وجہ سے گھریلو مسائل پیدا

ہونا فطری بات ہے۔ البتہ سمجھ دار خواتین ایک جامع نظام الاوقات بنا کر اپنے وقت کو بہتر انداز میں استعمال کر کے بڑی حد تک ان مسائل پر قابو پاسکتی ہیں۔

۴۶۲ صحت کے مسائل:

بہت سی خواتین کام کی زیادتی اور بوجھ کی وجہ سے اپنے آرام کا خیال نہیں رکھ پاتیں، بعض خواتین ضرورت کے مطابق صحت بخش خوراک نہیں لے پاتیں یا کھانے پینے میں لاپرواہی کر جاتی ہیں، جس کی وجہ سے ان خواتین کو صحت کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض خواتین اپنی خوراک پر اس لیے دھیان نہیں دیتیں کہ ان کی نظر میں وہ رقم گھر کے کسی مصرف میں خرچ کرنا زیادہ ضروری ہوتا ہے، لیکن وہ یہ بات فراموش کر جاتی ہیں کہ وہ خاندان کا سہارا ہیں اور ان کی صحت خاندان کے لیے زیادہ ضروری ہے۔ شہروں میں رہائش پذیر خواتین کے لیے ایک ضروری چیز ورزش اور ایکسرسائز ہے، اس کے لیے واک بھی کافی ہو سکتی ہے، لیکن سب علاقوں میں یہ سہولت میسر نہیں ہوتی، نیز وقت کی قلت بھی ایکسرسائز اور واک میں آڑے آتی ہے، اس لیے اگر دیگر ایکسرسائز اور واک کا موقع نہ ہو تو یوگا سے یہ کمی پوری کی جاسکتی ہے۔

۵. نتائج اور سفارشات:

مندرجہ بالا بحث و تحقیق سے جو نتائج حاصل ہوئے اور جو ضروری سفارشات معلوم ہوئیں وہ درج ذیل ہیں:

- اللہ جل شانہ نے مرد کو توام اور گھر کا سربراہ بنایا ہے اور معاشی کفالت کی ذمہ داری مرد پر عائد کی ہے۔
- خواتین کے ذمہ گھر کے اندرونی کام کاج اور بچوں کی پرورش کرنا ہے۔ البتہ خواتین اپنی رضامندی سے اگر معاشی کفالت میں حصہ لینا چاہیں تو اس میں قباحت نہیں، سیرت طیبہ سے اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔
- چونکہ خواتین کی اصل ذمہ داری گھر کے کام کاج اور بچوں کی پرورش اور ان کی تربیت کرنا ہے، اس لیے خواتین کو ایسی مصروفیت اختیار کرنے سے گریز کرنا چاہیے جو اس ذمہ داری میں رکاوٹ ہو۔
- بوقت ضرورت یعنی جب خاندان کے اجتماعی یا کسی فرد کے خصوصی مصالح فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو خاتون خانہ سربراہ بیت کے جزوی فرائض بلا تردد ادا کر سکتی ہے، مثلاً: بچوں کی شادی بیاہ کرنا، عدالتی معاملات دیکھنا وغیرہ۔
- بوقت ضرورت ان جزوی ذمہ داریوں کی ادائیگی سے یہ کلیہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ حقوق کی ادائیگی بنیادی نکتہ ہے، چنانچہ جب اصل ذمہ دار کی عدم موجودگی یا عدم دلچسپی کی وجہ سے جزوی حقوق فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو خاتون خانہ جزوی طور پر ذمہ داری ادا کر سکتی ہے اور جب کلی طور پر حقوق فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ کلی طور پر گھر کی سربراہی سنبھال سکتی ہے اور اس صورت میں خاتون خانہ کو وہ تمام اختیارات حاصل ہوں گے جو مرد کفیل کو حاصل ہوتے ہیں، البتہ مرد کفیل کی موجودگی میں خواتین کا سربراہ بننے کا رجحان درست نہیں۔

- کام کی زیادتی اور دہری ذمہ داریوں کی وجہ سے ورکنگ ووٹین پر اضافی دباؤ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں انہیں مختلف طرح کے مسائل کا سامنا رہتا ہے، ایسی صورت میں گھر کے افراد کو ان خواتین کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے اور حتی الامکان ان کا ہاتھ بٹانے کی کوشش کرنی چاہیے۔
- خواتین کو ضرورت کی وجہ سے جب بیرونی کام کرنا پڑے تو انہیں ایسے شعبے کا انتخاب کرنا چاہیے جو خواتین کے فطری مزاج اور نسوانیت کے مطابق ہو، مثلاً تعلیم و تعلم کا شعبہ، صحت کا شعبہ، کھانے پکانے کا شعبہ، کپڑوں کی سلائی کڑھائی اور بناؤ سنگھار جیسے شعبہ جات خواتین کے فطری مزاج اور نسوانیت کے مطابق ہیں، اور وہ شعبہ جات جو خواتین کی صنف اور ان کے فطری مزاج سے مناسبت نہ رکھتے ہوں انہیں اختیار کرنے سے گریز کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ جل شانہ نے خواتین کو نسوانیت کی خصوصی صفت عطا فرمائی ہے، اس لیے انہیں اپنی اس خصوصیت کی حفاظت کرنی چاہیے۔
- آج کل پیڑول پپ، ہوم ڈیلیوری جیسے کاموں میں خواتین کے جانے کی ترغیبی مہم چلانا اور اسے خواتین کی آزادی، خود مختاری سے تعبیر کرنا قابل افسوس عمل ہے۔
- ورکنگ ووٹین کو اپنی صحت، آرام، خوراک اور ورزش کا بطور خاص خیال رکھنا چاہیے، بصورت دیگر وہ زیادہ عرصہ خاندان کا بوجھ نہیں اٹھا سکیں گی اور جس مقصد سے انہوں نے یہ کٹھن راستہ اختیار کیا ہے نہ صرف یہ کہ وہ پورا کرنے میں پریشانی ہو سکتی ہے بلکہ اس میں ناکامی کے امکانات بھی ہو سکتے ہیں۔
- ایسے ادارے جو خواتین کے لئے مناسب ہیں وہاں پر انہیں کام کرنے کے حوالے سے سہولیات مہیا کی جانی چاہیں اور پیشہ ورانہ زندگی کے مثبت مواقع فراہم کرنا چاہیں۔
- خواتین کے استحصال کے حوالے سے واضح پالیسیز اور قوانین کا اطلاق ہونا چاہئے۔
- عصر حاضر میں اسلامی شعار کو اپنانے کے لئے تعلیمی، سیاسی ہر سطح پر اقدامات کیے جانے چاہیں تاکہ خواتین اگر گھر سے باہر نکلنے پر مجبور ہوں تو بھی باعزت شعبہ کا انتخاب کر سکیں اور ان کی عائلی زندگی بھی متاثر نہ ہو۔
- تعلیمی اداروں میں ایسا نصاب شامل کرنا چاہیے جو خواتین کی ذرائع معاش کی تلاش کو سہل کر سکے اور انہیں پر اعتماد بنائے۔
- خواتین کے پردہ اور اس سے متعلق مسائل کے سدباب کے لیے اداروں کو تحفظ فراہم کرنا چاہیے۔

حواشی و حوالہ جات

^۱ الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، المکتبۃ الشاملہ، ج: ۳۵، مادہ: قوامہ

^۲ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد (دمشق: دار الرسالہ العالمیہ، ۲۰۰۹ء) ج: ۴، ص: ۵۵۳، حدیث: ۲۹۲۸

^۳ البقرہ: ۲۲۸، تاج کبیری، ص: ۳۷

- ^۴ تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن (کراچی، مکتبہ معارف القرآن) ج: ۱، ص: ۲۶۳، النساء: ۳۴
- ^۵ قحطانی، مسفر بن علی، حقوق المرأة فی ظل المتغيرات المعاصرة، مکتبہ شاملہ، ص: ۷
- ^۶ تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن، ج: ۳، ص: ۱۷۳۵، الجمعة: ۱۰
- ^۷ تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن، ج: ۳، ص: ۱۷۶۰، الطلاق: ۷
- ^۸ ابو داود، سنن، ج: ۳، ص: ۱۱۸، حدیث: ۱۶۹۲
- ^۹ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن، (دمشق: دار الرسالہ العالمیہ، ۲۰۰۹) ج: ۳، ص: ۵۶، حدیث: ۱۸۵۰
- ^{۱۰} تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن، ج: ۳، ص: ۱۷۶۷، التحريم: ۶
- ^{۱۱} ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن، (مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۹۶۸) ج: ۴، ص: ۳۳۸، حدیث: ۱۹۵۲
- ^{۱۲} ترمذی، سنن، ج: ۴، ص: ۳۳۸، حدیث: ۱۹۵۱
- ^{۱۳} بیہقی، احمد بن حسین، الجامع لشعب الایمان (ریاض: مکتبۃ الرشید، ۲۰۰۳) ج: ۱۱، ص: ۱۳۳، حدیث: ۸۲۹۱
- ^{۱۴} بیہقی، شعب الایمان، ج: ۱۱، ص: ۱۳۳، حدیث: ۸۲۹۱
- ^{۱۵} ابن ماجہ، سنن، ج: ۳، ص: ۱۴۱، حدیث: ۱۹۶۷
- ^{۱۶} تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن، ج: ۱، ص: ۲۶۲، النساء: ۳۲
- ^{۱۷} شبلی نعمانی، سیرت النبی (لاہور: ادارہ اسلامیات) ج: ۱، ص: ۱۳۴
- ^{۱۸} ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات (بیروت: دار صادر، ۱۹۶۸) ج: ۶، ص: ۹۰، الرقم: ۶۸۲۳
- ^{۱۹} محمد بن یوسف، سبل الہدی والرشاد (قاہرہ: وزارتہ الاوقاف المصریہ، ۱۹۹۷) ج: ۹، ص: ۳۶۶
- ^{۲۰} بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح (دار طوق النجاة) ج: ۳، ص: ۶۱، حدیث: ۲۰۹۴
- ^{۲۱} ابن حجر، احمد بن علی بن حجر العسقلانی، فتح الباری (بیروت: دار المعرفہ) ج: ۷، ص: ۴۱۲
- ^{۲۲} بلاذری، احمد بن یحییٰ، فتوح البلدان (قاہرہ: شرکتہ طبع الکتاب العربیہ، ۱۹۰۱) ص: ۴۷۷
- ^{۲۳} بلاذری، فتوح البلدان، ص: ۴۷۷
- ^{۲۴} شبلی نعمانی، سیرت النبی، ج: ۱، ص: ۱۳۴
- ^{۲۵} نسائی، احمد بن شعیب، سنن (بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، ۲۰۰۱) ج: ۵، ص: ۱۸۰، حدیث: ۵۳۷۵
- ^{۲۶} امام مالک، موطا (ابو ظہبی: مؤسسۃ زاید بن سلطان، ۲۰۰۴) ج: ۴، ص: ۷۹۶، حدیث: ۲۰۳۹-۲۰۴۰
- ^{۲۷} امام مالک، موطا، ج: ۴، ص: ۷۹۶، حدیث: ۲۰۴۰
- ^{۲۸} مسلم، ابن الحجاج، الصحیح (بیروت: دار احیاء الکتاب العربیہ) ص: ۱۴۷، حدیث: ۱۸۱۲
- ^{۲۹} شبلی نعمانی، سیرت النبی، ج: ۱، ص: ۲۶۶
- ^{۳۰} ابو داود، سنن، ج: ۴، ص: ۳۹۱، حدیث: ۲۷۶۳
- ^{۳۱} ترمذی، سنن، ج: ۴، ص: ۴۱۴، حدیث: ۲۰۹۲